

نام کتاب ، **سترحیات (کائنات کی روحانی تشریح)**

مصنف ، **محمد منیر**

تقسیم کار ، **اکوڑ ٹریڈنگ منڈل اینڈ ڈرگ سٹور، سپر مارکیٹ، شالیارہ 4، اسلام آباد**

تعداد صفحات ، **۳۱۷** — قیمت **۲۵ روپے**

انسان خود شعور جاندار ہے۔ اسی بنا پر انسان سوچتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ وہ کیا ہے، کیوں ہے، کہاں سے آیا اور کہاں جائے گا، نیز یہ کائنات کیا ہے، کیسے معرض وجود میں آئی، کیا اس کا کوئی خالق ہے، زندگی کیا ہے اور موت کیا ہے اور موت کے بعد کیا ہوگا۔ اسی سوچ اور سوال کے جواب میں انسانوں کے درمیان دو قسم کے نظریات پائے جاتے ہیں، ایک کو مادی نظریہ کہتے ہیں اور دوسرے کو روحانی نظریہ۔

مادی نظریہ رکھنے والوں کا خیال ہے کہ کائنات کا اصل اور خالق مادہ ہے۔ مادہ کے باہمی تعامل اور کشمکش کے نتیجے میں زندگی پیدا ہوئی اور جبراً اس میں ارتقا ہوتا رہا اور اسی سلسلہ ارتقا سے انسان معرض وجود میں آیا۔ جب تک عناصر میں ظہور ترتیب رہتا ہے زندگی ہے اور جب یہ اجزاء یا عناصر منتشر یا پھیلان ہو جاتے ہیں موت واقع ہو جاتی ہے اور بس۔ موت کے بعد کوئی زندگی ہے اور نہ ہی مادی وجود سے الگ کائنات کا کوئی خالق ہے۔ اور یہ کہ خدا نے ہم کو پیدا نہیں کیا بلکہ ہم نے خدا کو پیدا کیا ہے۔

کائنات کے متعلق مادی نظریہ کا حتمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنی مادی ضروریات کو پورا کرے اور اپنی جبلتوں کی تسکین کرے اور اس کے لئے وہ جو بھی طریقہ اختیار کرے اور جو عمل بھی کرے بجا ہے اور درست ہے۔ انجام اس نظریہ اور عمل کا کیا ہے؟ اخلاقی بے راہ روی، جنس زدگی، ظلم و استحصال اور جبر و تشدد۔

کائنات کے متعلق روحانی نظریہ رکھنے والے کہتے ہیں کہ کائنات (کی ایک ایک چیز) کو خدا نے پیدا کیا ہے اور ایک مقصد کے تحت پیدا کیا ہے۔ انسان کائنات کی اعلیٰ مخلوق ہے، اپنے افعال و اعمال کی ذمہ دار ہے اور موت کے بعد انسان ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے بعد بھی زندگی ہے جس میں اچھے اور بے اعمال کے نتائج سامنے آئیں گے۔ انبیاء علیہم السلام نے اسی نظریہ کی تعلیم دی اور انسان کو ایمان، انبیا کی تلقین کی تاکہ وہ یقین و ایمان کی

روشنی میں زندگی گزارے اور اپنے وجود کو اور تخلیق کائنات کو عبث نہ سمجھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی صورت میں راہنمائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ قرآن مجید میں اور آپ کی تعلیمات میں اس نظریہ کو وضاحت اور تکرار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

پچھلے ڈیڑھ دو صدیوں میں بعض وجوہ کی بنا پر کائنات کے متعلق مادی نظریہ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس نظریہ کے علمبرداروں نے سائنسی مشاہدات کو اپنے نظریہ کی دلیل بنایا اور عوام چونکہ سائنسی مشاہدات ان کی دستری میں نہیں ہوتے اس نظریہ سے بہت مرعوب ہوئے اور یوں اس نظریہ کی تشہیر کے شعور و غلبہ اور مادی ترقیات کی چمکا چوندیں روحانی نظریہ مانڈ پڑ گیا۔ تاہم خالق کائنات کے عمل تخلیق کے ذریعہ نبی کی وساطت سے ہتیا کردہ انسانی راہنمائی اپنے اندر کائناتی یعنی غیر متبدل اقدار رکھنے کی بنا پر ہمیشہ زندہ اور پائندہ رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مصنف کو یہ توفیق بخشی کہ اس نے انسان کے موجودہ گمراہ کن نظریات جنہیں سائنسی نظریات کا نام دیا جاتا ہے اور جنہوں نے انسانی قدروں کو بڑی طرح پامال کر کے رکھ دیا ہے، ان غامیوں کو اللہ تعالیٰ کی اس راہنمائی کی روشنی میں پرکھ کر کائنات کی ایسی روحانی تشریح کی ہے جو انسانی عقل کے ذریعہ تیار کئے گئے ان نظریات کے مقابل از خود کائنات یعنی تخلیق انسانی کی سائنسی تشریح بن کر ابھری ہے۔ مصنف کا موقف یہ ہے کہ سائنسی انکشافات کی صحت اپنی جگہ مسلم ہے مگر ان معلومات اور انکشافات سے مادییئن نے جو نتائج اخذ کئے ہیں اس میں انہوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ مثلاً سائنسی تجربات اور تجزیات سے یہ انکشاف ہوا کہ مادہ چند امواج، الیکٹرونز اور پروٹونز، مثبت اور منفی باروں کا مجموعہ ہے گو یا مادہ، مجذوقہ ہے۔ اس سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کائنات کی اصل ہی از ہی یا قوت ہے۔ مصنف نے یہاں وضاحت کی ہے کہ قوت یا حرکت کائنات کی اصل نہیں ہو سکتی اس لئے کہ وہ ہر آن متغیر ہے اور جو چیز متغیر ہے وہ حادث ہے پس حادث چیز کو کائنات کی اصل مان لینا غلط ہے۔

مصنف کے نزدیک کائنات کی اصل شعور مطلق (اللہ) ہے اور یہ کائنات یا تخلیق شعور مطلق کی صفات کا اظہار ہے، شعور مطلق سے جس چیز کا ظہور ہوا اس کا نام شعور ہے اور اس میں خالق کی کشش اور محبت کا کرنٹ زندگی ہے جو مختلف تخلیقی مراحل (طبعا عن طبق) سے ایک خاص مقصد اور اٹل نظری قوانین کے تحت گزار کر خود شعوری (انسان) کی منزل تک پہنچائی گئی ہے تاکہ وہ شعور مطلق کی معرفت حاصل کر سکے

موت سے انسان کا (فنی) جسم مڑتا ہے انسان نہیں مڑتا اور زندگی یا خود شعوری برقرار رہتی ہے کائنات کن تخلیقی مراحل سے گزرتی ہے اور ان تخلیقی مراحل سے گزارنے کا مقصد کیا ہے مصنف نے اس بات کو نہایت وضاحت کے ساتھ ذہن نشین کر لیا ہے۔

اسی طرح یہ سائنسی انکشاف بھی درست ہے کہ زندگی میں ارتقاء ہوا ہے، مگر اس سے ڈاڈون اور اس کے ہم خیال لوگوں نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے کہ انسان کی خود شعوری یا ہستی محض ایک حادثہ ہے جو مادہ کی اننگیا قوتوں کے رحم و کرم، ماحول اور اتفاقات کی وجہ سے ظہور میں آئی، محض غلط ہے اس لئے کہ جو کام اندھا دھند طور پر ہوتا ہے اس میں کوئی قوانین نہیں ہوتے جبکہ کائنات میں فطری قوانین کی ہمہ گیری ایک مسلم بات ہے۔ اس طرح مصنف نے میکاویلی کے نظریہ وطنیت، میکڈوگل کے نظریہ جبکت، فرائڈ کے نظریہ جنسیت اور مارل مارکس کے نظریہ اشتراکیت کا تجزیہ کر کے ان کی غلطی کی نشاندہی کی ہے۔ نیز مصنف نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان نظریات سے گذشتہ برسوں میں جو نتائج رونما ہوئے ہیں یعنی قتل و غارت، جنگ و جدل، استعمار و استعمار، اخلاقی بے راہروی اور ذہنی عدم سکون وغیر وہ خود اس بات کی شہادت ہیں کہ یہ نظریات انسان کے مقصد (تخلیق) کے منافی ہیں اور سرسبز فطرت سے اس کاوش پر مصنف تحقیر کے لائق ہیں۔ ان کی کتاب میں جھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے راہنمائی اور تشنہ روجوں کے لئے شادابی کا وافر مواد موجود ہے۔ بلاشبہ کتاب اس صدی کی بہترین کتاب ہے اور بہترین تحفہ ہے جو اہل اسلام کی طرف سے غیر مسلموں کو پیش کیا جائے۔ اس کتاب کو عالم اسلام میں متعارف کرانے کے لئے اس کا عربی ترجمہ اور اسے مغربی دنیا میں پیش کرنے کے لئے یورپ کی متداول زبانوں میں اس کا ترجمہ کرنے کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے مصنف کے لئے تنہا اس کام کو سرانجام دینا دشوار ہے۔ ان کا برفرض تھا وہ انہوں نے سخن و خوبی ادا کر دیا ہے، اب اہل فکر، اہل خیر اور ارباب حکومت کا فرض ہے کہ استفادہ عام کی غرض سے اس کی اشاعت اور ترجمہ کا انتظام کریں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔